پاکستان میں قلمی نسخوں کے ذخائر

(بہاولپور اور اس کے مضافات)

ڈاکٹر عبدالرشید رحمت☆

اللہ جل مجدہ نے حضرت انسان کی تخلیق کے بعد اسے تعلیم سے نواز کر بیان کرنا سکھایا "خلق الانسان علمه البیان" (۵۵:۳) یہ بیان اگر محفوظ نہ ہو سکے تو اس کے ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں اشاراتی طور پر کتابت و آلہ کتابت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ "الذی علم بالقلم" کہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی۔ قلم چونکہ Depository آلہ ہے اس لئے سورۃ القلم میں قلم اور قلم سے لکھی گئی تحریر کی قسم کھائی گئی "ن والقلم وما یسطرون" (۶۸:۱)

تہذیب و تمدن سے روشناس ہونے کے بعد انسان کتابت کے لئے کیا استعمال کرتا تھا۔ اس کا جواب مشکل ہے۔ البتہ قرطاس و کاغذ کی دریافت کے بعد انسان کے لئے اپنے ذہنی کاوش کو کاغذ و قرطاس پر منتقل کرنا آسان ہو تا گیا یوں ایک نسل اپنی سابقہ نسل کے تجربات سے مستفید ہونے لگی۔

عالم اسلام میں نوشت و خواند کے لئے بالعموم دو چیزیں مستعمل رہی ہیں۔ اول قرطاس دوم کاغذ' اگر لوگوں نے خصوصاً" متاخرین نے قرطاس اور کاغذ کو ایک دوسرے کا مترادف سمجھ لیا ہے جو درست نہیں۔ یہ دونوں چیزیں اپنی اصل شناخت و ترکیب اور تاریخ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔

قرطاس تو عرصہ دراز سے مصر میں فافیر یعنی بردی کے پودے کے گودے سے تیار ہو تا تھا۔ مسلمان اپنے دور حضارت میں نوشت و خواند کے سلسلہ میں پہلے پہل اسی چیز سے آشنا ہوئے اور اسے دو تین سو سال تک استعمال کرتے رہے۔

☆ شعبہ علوم اسلامیہ' اسلامیہ یونیورسٹی' بہاولپور

مگر اس کے برعکس مروجہ کاغذ چین میں پہلی صدی عیسوی میں ایجاد ہوا اور آٹھویں صدی عیسوی (دوسری صدی ہجری) میں ترکستان اور خراسان کے راستہ سے اسلامی دنیا میں داخل ہوا۔

قرآن مجید میں قرطاس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

"لو انزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین" (۶:۷)

مذکورہ بالا آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت بلاد عرب میں یا کم از کم حجاز میں لوگ لفظ قرطاس سے آشنا تھے۔ یہود کے مذہبی نوشتے اسی پر لکھے جاتے تھے۔

عہد قدیم کے مہذب اور متمدن ممالک میں قرطاس کو اپنے رواج عام کی بناء پر وہی اہمیت اور قدر و منزلت حاصل رہی ہے جو آج کل کاغذ کو ہے۔ غرضیکہ قدیم زمانہ میں زندگی کی دیگر ضروریات کی کفالت کے علاوہ علوم و فنون کی اشاعت میں قرطاس نے وہی کام دیا ہے جو عصر حاضر میں کاغذ سرانجام دے رہا ہے۔

قدیم چینی کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے ایک سو سال بعد ایک شخص مائی لون نے کاغذ ایجاد کیا۔

ایک عرب امیر نے مشرقی ترکستان میں فوج کشی کی۔ شکست خوردہ دشمن کے بہت سے آدمی قید کر لئے گئے۔ ان قیدیوں میں کچھ چینی بھی تھے جو کاغذ بنانا جانتے تھے۔ ان لوگوں نے سمرقند میں کاغذ سازی کی صنعت کی بنیاد رکھی جسے بعد میں بہت ترقی حاصل ہوئی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے دور حکومت میں اس کے وزیر فضل بن یحیٰی برمکی نے کاغذ سازی کا ایک کارخانہ دارالخلافہ بغداد میں قائم کیا۔ یوں یہ صنعت بغداد سے دوسرے اسلامی ممالک میں پھیلی۔ کاغذ کے رواج عام سے قرطاس کا استعمال تیسری صدی ہجری میں آہستہ آہستہ رک گیا۔

ہندوستان میں کاغذ کا رواج اسلامی عہد میں ہوا اور کاغذ سازی کی صنعت غالباً" ترکستان یا خراساں سے آئی ہو گی۔ ابتداء میں لاہور و دہلی اسلامی مملکت و حضارت کے مرکز تھے اس لئے کاغذ سازی کے کارخانے شاید انہی شہروں میں قائم ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح سیالکوٹ میں کاغذ بنانے کے بہت سے کارخانے تھے۔ سیالکوٹی کاغذ سفید اور مضبوط ہوتا تھا۔(۱)

طباعت کے رواج سے بہت عرصہ قبل علماء و مصنفین اپنی تخلیقات قرطاس پر محفوظ کر لیتے تھے۔ اسی طرح دوسرے مصنفین کی تحریرات کاغذ پر نقل کی جاتی تھیں۔ یہیں سے مخطوطات

کا آغاز ہوا۔

مخطوط آج کے اس سائنسی دور میں انتہائی قدروقیمت کے حامل ہیں۔ خصوصاً" اگر کوئی مخطوط مصنف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو اور خط خوبصورت ہو' اسے آٹوگراف کہا جاتا ہے۔

لائبریری خواہ سرکاری ہو یا نجی ان کا سب سے اہم و قیمتی گوشہ مخطوطات پر مشتمل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ زیادہ عرصہ نہیں ہوا جب برعظیم پاک و ہند کے ہر صاحب حیثیت کے دولت خانہ میں تین خانے ہوا کرتے تھے۔ مہمان خانہ' اسلحہ خانہ' اور کتب خانہ۔ دورحاضر میں آخری دو خانے تو باقی نہ رہ سکے البتہ ڈرائنگ روم میں جہاں ڈیکوریشن پیس سجانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا' وہاں بعض اوقات خوبصورت جلد والی کتابیں سجا دی جاتی ہیں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ماضی قریب میں صرف حیدر آباد دکن میں چار ہزار کتب خانے تھے مگر بدلے ہوئے حالات میں وقت کے تندوتیز جھونکے ان کتب خانوں کو سوکھے پتوں کی طرح اڑا لے گئے۔ خصوصاً" دور غلامی میں مسلمان اپنے آباؤاجداد کے اس قیمتی ورثہ کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ مغربی استعمار کے دور میں ہمارا بیشتر علمی سرمایہ یورپ کے کتب خانوں میں منتقل ہو گیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ہمارے بہت سے تاجروں نے ثمن قلیل کے عوض اپنا ماضی یورپ و امریکہ کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔

علامہ محمد اقبالؒ جب اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ تشریف لے گئے اور اپنے علمی ورثہ کو یورپ کی لائبریریوں میں سجا دیکھا تو فرمایا:

حکومت کا کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارہ
وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

برصغیر کی تقسیم کے وقت مسلمانوں کے بہت سے علمی خزانے فسادات کی نذر ہو گئے یا پھر بھارت کے حصہ میں آئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد اگرچہ یہاں علمی و ادبی ترقی ہوئی لیکن آباؤ اجداد کے اس علمی ورثہ کو محفوظ کرنے کی طرف کم توجہ دی گئی۔ اس سلسلہ میں نجی لائبریریاں قابل صد ستائش ہیں جہاں علمی شائقین ان کی انتہائی نگہداشت کرتے ہیں اور اپنے کتب خانے کی زینت بناتے ہیں۔

اس مقالے میں' بہاولپور' رحیم یار خان اور بہاول نگر اور ان اضلاع کے مضافات میں موجود قلمی نسخوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بہاولپور شہر کی تاریخ زیادہ قدیم نہیں۔ آج سے تقریباً تین سو سال قبل اس کی پہلی اینٹ رکھی گئی۔ بہاولپور کا علاقہ پاکستان بننے سے پہلے چھوٹا پاکستان تھا۔ کیونکہ یہ متحدہ ہندوستان میں تیسری یا چوتھی بڑی مسلمان ریاست تھی۔ اس کے تاجدار و فرمانروا اپنا تعلق حضرت عباسؓ عم محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے جوڑتے ہیں۔ اس لئے وہ دینی و اسلامی جذبوں سے سرشار تھے۔ انہوں نے اپنی ریاست میں دینی تعلیم کے فروغ کے لئے لاتعداد مدارس کی بنیاد رکھی۔

بہاولپور سے ۴۵ کلومیٹر فاصلہ پر اچ قدیم ترین شہر ہے جس کی تاریخ تین ہزار سال پرانی ہے۔ یہاں مدرسہ فیروزیہ خاص اہمیت کا حامل تھا جس نے برصغیر میں اس وقت اسلامی تعلیم کے فروغ و ترویج کا فریضہ انجام دیا جب ہند کی فضاء مسلمانوں کے لئے پوری طرح سازگار بھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ طرہ امتیاز بھی سرزمین اچ کے حصہ میں آیا جہاں چوتھی صدی ہجری سے لے کر گیارہویں صدی ہجری تک یعنی پورے سات سو سال علماء دین و مشائخ طریقت کا اژدھام رہا۔

ریاست بہاولپور کے آخری دور میں ۱۸۷۹ء میں پہلی سرکاری دینی درسگاہ مدرسہ صدر دینیات کے نام سے وجود میں آئی جو خالصتاً" دین علوم کی ترویج کے لئے وقف تھی۔ بعد میں یہی درسگاہ ۱۹۲۵ء میں جامعہ عباسیہ' ۱۹۶۳ء میں جامعہ اسلامیہ اور ۱۹۷۵ء میں اسلامیہ یونیورسٹی کہلائی۔

ان مدارس کی وجہ سے یہاں عربی و اسلامی علوم و فنون کی آب یاری ہوئی اور علماء و مشائخ کی سرکاری طور پر سرپرستی کی گئی۔ کئی علماء نے اس خطہ کو اپنا مسکن ثانی بنانا پسند کیا۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس خطہ میں صدیوں سے مخطوطات مدارس و علماء کی ملکیت رہے ہوں گے۔

مخطوطات کسی قوم کا فکری ورثہ ہوتے ہیں۔ ان کو جمع کرنے' ان کا خیال رکھنے اور ان سے استفادہ کرنے والی قوم نہ صرف فکری میدان میں اعلیٰ مقامات پر فائز ہوتی ہے بلکہ عملی میدان میں بھی دیگر اقوام سے سربلند رہتی ہے۔

پاکستان میں بے شمار مخطوطات محققین کی توجہ کے منتظر ہیں۔ ذیل میں صرف بہاولپور اور اس کے نواحی اضلاع میں واقع کتب خانوں اور ان میں موجود مخطوطات کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

بہاولپور میں مخطوطات کی اہم لائبریریاں

بہاولپور کے اس علاقہ میں سب سے قدیم لائبریری جو مخطوطات و نادر اشیاء کی وجہ سے مشہور ہے وہ اچ گیلانی لائبریری ہے۔ اچ وہ قدیم علاقہ ہے جہاں سے سکندر اعظم اپنی فتوحات کے دوران گزرا۔ اچ اب تین حصوں میں بٹ چکا ہے۔ اچ بخاری' اچ گیلانی' اچ مغلاں۔

اچ بخاری ان کے مورث اعلیٰ سید جلال الدین المشہور سرخ بخاری م ۶۹۰ھ کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ اچ گیلانی کی شہرت ان کے جد امجد شیخ محمد غوث قادری گیلانی کی وجہ سے ہے۔ آپ سید عبدالقادرؒ جیلانی بغدادی کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ ۸۸۷ھ میں اچ تشریف لائے۔ آپ کی تاریخ وفات ۹۲۳ھ ہے۔ اچ مغلاں سلطنت مغلیہ کے کارندوں کی طرف منسوب ہے۔ جو اس دور حکومت میں یہاں موجود تھے۔

اچ گیلانی لائبریری

اس لائبریری کا آغاز کب ہوا ہے بتانا مشکل ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اچ گیلانی کے جد امجد جب اچ تشریف لائے تو وہاں ایک مدرسہ قائم کیا اور اپنے طلبہ کے لئے کتابیں اکٹھی کرنی شروع کیں۔ مدرسہ کے طلبہ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ لائبریری میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں مختلف موضوعات پر مخطوطات اکٹھے کرنے کے ساتھ ساتھ خطاط بھی ملازم رکھے گئے جو مختلف کتابیں نقل کرتے رہے۔

تاریخ کے ایک دور میں لائبریری انتہائی اہم و قیمتی مخطوطات و نوادرات پر مشتمل تھی۔ ۱۲۱۴ھ میں نواب بہاولپور سے معرکہ آرائی کی وجہ سے بہت سے قیمتی مخطوطات یا تو ضائع ہو گئے یا دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ ریاست بہاولپور کے آخری فرمانروا امیر صادق محمد خامس عباسی م ۱۹۶۶ء کے دور حکومت میں جامعہ ملیہ دہلی کے پروفیسر غلام سرور نے پچاس کے عشرہ میں ان مخطوطات و نوادرات کا کیٹلاگ تیار کیا تھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربی فارسی مخطوطات کی تعداد ۳۹۰ تھی۔ ان میں سے عربی کی ۹۵ اور فارسی کی ۲۹۵ ہیں۔ ان میں بعض مخطوط بالکل نادر و نایاب ہیں۔ پروفیسر غلام سرور نے بڑی جانفشانی و تحقیق سے ایک کتاب تیار کی جو انگریزی زبان میں ہے۔ اسے اردو اکیڈمی بہاولپور نے دو بار بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ٹائیٹل ہے:

"A Discriptive Catalogue of the Oriental Manuscripts in

Durgah Library Uch Sharif Gilani Bahawalpur State"

یہاں بطور نمونہ چند اہم مخطوطات کا تعارف پیش کر رہے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے اس کے چند اجزاء خط کوفی میں ہرن کی کھال پر لکھے ہوئے موجود ہیں ان کے بارہ میں روایت ہے کہ یہ حضرت حسینؓ کے دست مبارک کے لکھے ہوئے ہیں۔ ملا حسین الواعظ کاشفی کی تفسیر حسینی کا ایک نسخہ جو یاقوت رقم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے لائبریری میں موجود ہے۔

حدیث کی مشہور کتاب مشکوۃ المصابیح کے بعض قدیم نسخوں کے علاوہ شیخ نورالحق ترک کی کتاب تیسیر القاری (شرح صحیح بخاری) کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

فارسی کے مشہور شاعر اور علامہ زمخشریؒ کے شاگرد رشید الدین وطواط کی ایک کتاب "صد کلمہ" کا قلمی نسخہ بھی لائبریری کی زینت ہے۔ صد کلمہ میں فاضل مولف نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے سو ملفوظات کو یکجا کر دیا ہے۔ اس مخطوط کا سن تحریر ۹۷۸ھ اور یہ سمرقند میں بیٹھ کر لکھا گیا ہے۔

سفر السعادۃ جسے صاحب قاموس شیخ مجدالدین فیروز آبادی نے ترتیب دیا ہے اس کی شرح شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی کے قلم سے یہاں موجود ہے اور غالباً" گیارہویں صدی ہجری میں معرض تحریر میں آئی۔ اس کے علاوہ شیخ موصوف کی ایک کتاب "ترجمہ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین" کا ایک نایاب نسخہ بھی یہاں محفوظ ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ کا فارسی میں ترجمہ بھی اس لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے مصنف عبدالحق سجاول سرہندی ہیں جنہوں نے ۱۰۷۶ھ میں اسے مکمل کیا۔ اسی طرح کسی گمنام مصنف کا لکھا ہوا ایک فقہی رسالہ "عمدۃ الاسلام" ہے جس پر کاتب کا نام فیض اللہ ساکن دارالسلطنت لاہور سن تحریر ۱۹ محرم ۱۰۷۶ھ ہے۔

گیلانی لائبریری میں حضرت مخدوم علی ہجویری کی مشہور کتاب کشف المحجوب کا انتخاب موجود ہے اس کے مرتب ابو سعید ہجویری ہیں جو حضرت موصوف کے تلامذہ میں سے ہیں۔ عبارت کے انداز سے مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت علی ہجویری کی زندگی ہی میں ان کی اجازت سے اسے ترتیب دیا تھا۔

فتوح الغیب جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تالیف ہے اس کی ایک فارسی شرح مفتاح

فتوح الغیب کا قلمی نسخہ بھی یہاں موجود ہے شارح صاحب کتاب کے دوسرے فرزند شیخ شرف الدین ابو محمد عبدالرحمٰن عیسی ہیں جنہوں نے ۵۵۵ھ میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شہرہ آفاق کتاب غنیة الطالبین کی ایک شرح ملا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی کے قلم سے یہاں پر محفوظ ہے۔ اپنی نوعیت کی یہ منفرد کتاب ہے۔ شیخ کلیم جہاں آبادی کی دو کتابیں مرقع اور کشکول کے قلمی نسخے بھی اس لائبریری میں محفوظ ہیں۔ ایک بے نام قلمی نسخہ حضرت شیخ الحق بوعلی قلندر پانی پتی کا ذات و صفات خداوندی کے حوالہ سے تحریر کردہ ہے۔

مشہور صوفی شاعر اور نامور بزرگ سلطان باہوؒ کی ایک کتاب شمس العارفین کا قلمی نسخہ موجود ہے یہ مسدس ہے اور نظم میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت پیش کی گئی ہے۔ نزہتہ الارواح کا ایک قدیم نسخہ بھی یہاں ملتا ہے جسے تصوف کے موضوع پر رکن الدین حسین بن عالم بن الحسن الحسینی نے مرتب کیا ہے۔

تاریخ و سیر کے موضوع پر اچ گیلانی لائبریری میں بعض بیش بہا مخطوطات ملتے ہیں۔ اس کتب خانہ میں حبیب السیر کے بعض نامکمل اجزاء موجود ہیں۔ اس کتاب کو غیاث الدین بن ہمام الدین خواند میر نے ۹۳۰ھ میں مکمل کیا۔ مولانا عبدالرحمٰنؒ جامی کی کتاب شواہد النبوۃ کا چودھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ایک قیمتی قلمی نسخہ یہاں موجود ہے۔ خواجہ معین الدین بن حاجی محمد الفراہی کی کتاب معارج النبوۃ کا ایک نسخہ بھی یہاں موجود ہے۔

خواجہ فرید الدینؒ عطار کی تذکرۃ الاولیاء اور شہزادہ داراشکوہ کی سفینۃ الاولیاء کے قلمی نسخے بھی خانوادہ گیلانیہ کی اس لائبریری میں موجود ہیں۔ اوچ کی تاریخی کتابوں میں "اخبار الافاق" ایک چونکا دینے والی تاریخ ہے۔ اس میں اہل بیت کے گیارہویں امام حضرت حسنؒ عسکری کے بارے میں یہ روایت درج کی گئی ہے کہ انہوں نے بخارا سے ترک سکونت فرما کر ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا اور اوچ کی سرزمین کو اس کا مسکن بننے کا شرف حاصل ہوا۔

والہ داغستانی جس کا اصل نام علی قلی خان تھا۔ اس کی کتاب ریاض الشعراء کا قلمی نسخہ بھی اس لائبریری کی قدرومنزلت میں اضافہ کا موجب ہے۔ والہ داغستانی نے اس میں دو ہزار چار سو چھیانوے قدیم و جدید شعراء کے حالات اور ان کا نمونہ کلام درج کیا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔

مشہور مورخ و ادیب مولانا غلام علی آزاد بلگرامی کی کتاب ید بیضا کا قلمی نسخہ بھی یہاں

موجود ہے۔ اسی طرح حسین بن علی الواعظ الکاشفی کی اخلاق محسنین جو اخلاق محسنی کے نام سے معروف ہے اس کا نہایت قیمتی قلمی نسخہ اس لائبریری کی زینت ہے۔

فن طب کے حوالہ سے ایک نادر و نایاب مجموعہ ذخیرہ خوارزم شاہی کے بعض حصے بھی موجود ہیں۔ فارسی زبان میں چھٹی صدی ہجری کے ربع اول کی یہ تصنیف طب کی بالکل ابتدائی زمانہ کی کتابوں میں سے ہے۔ اس کے مرتب و مولف زین العابدین ابو ابرہیم اسماعیل بن الحسین بن محمد بن احمد حسین الجرجانی نام کے ایک بزرگ ہیں جو غالباً ۵۳۱ھ میں فوت ہوئے۔

گیلانی لائبریری میں فارسی کے قدیم و جدید شعراء کے دواوین اور ان کے شعری سرمایہ کا معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔ مشاہیر شعراء میں بہت کم ایسے فارسی شاعر ہوں گے جن کے رشحات فکر کے نادر قلمی نسخے یہاں دستیاب نہ ہوں۔

فردوسی کی شہرہ آفاق نظم شاہنامہ جو ۶۰ ہزار سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے اس کا ایک مصور قلمی نسخہ گیلانی لائبریری کی قدروقیمت میں اضافہ کر رہا ہے۔ شاہنامہ فردوسی کا ایک نثری انتخاب "کتاب منتخب شاہنامہ" کے عنوان سے توکل بیگ کا ترتیب دیا ہوا اب بھی اس کتب خانہ کی زینت ہے۔ یہ مخطوط بھی مصور ہے اس میں ۷۵ خوبصورت قلمی تصاویر اس انتخاب کی جان ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کا ایک قلمی نسخہ بھی یہاں موجود ہے۔ اس کے علاوہ مثنوی کے پہلے حصہ کی شرح جسے ان کے ہم نام مولانا جلال الدین واعظ بخارا نے قلم بند کیا ہے کا ایک نسخہ موجود ہے۔

دیوان شمس تبریز جو دراصل مولانا ہی کے کلام کا مجموعہ ہے وہ بھی اس کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ دیوان سعدیؒ کا ایک عمدہ نسخہ بھی اس کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس دیوان میں شیخ سعدی شیرازی کے قصائد ہیں۔

ابوالحسن امیر خسرو کی مثنوی قرآن السعدین کا ایک عمدہ نسخہ بھی اس کتب خانہ میں موجود ہے۔ زاد المسافرین جسے رکن الدین حسین بن عالم بن ابی الحسن الحسینی نے ترتیب دیا ہے کا قلمی نسخہ بھی یہاں موجود ہے۔

مولانا نورالدین جامی جو فارسی کے مشہور نغزگو شاعر ہیں ان کی مثنویوں "سلسلہ الذہب" "اعتقاد نامہ" "لیلیٰ مجنوں" "یوسف زلیخا" کے قلمی نسخے بھی یہاں محفوظ ہیں۔

غنی کاشمیری کا دیوان بھی یہاں ناقص حالت میں موجود ہے۔ سرائیکی زبان کے مشہور شاعر خواجہ فریدؒ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ غلام فخرالدین ایک نامور صوفی گزرے ہیں ان کا تخلص احدی تھا لائبریری میں ان کا دیوان بھی موجود ہے۔

اوچ گیلانی کی اس لائبریری کا ایک نادر نسخہ علامہ قاضی قطب الدین کاشانی کا منظوم رسالہ "تحفة الفقه" ہے۔ قاضی موصوف ناصرالدین قباچہ کے عہد میں ملتان اور اچ کے قاضی القضاۃ رہے ہیں۔

اچ گیلانی کی لائبریری کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اس کی سب سے بیش بہا دولت مصوری کے وہ نادر شاہکار ہیں جن کے کئی مجموعے اس کتب خانہ کی زینت ہیں۔ قلمی تصاویر کے ان مختلف مجموعوں میں جو کسی ماہرین کے موئے قلم کے شہ پارے ہیں' بادشاہوں' فقیروں' درویشوں' شاہزادوں' اور اہل اللہ کی قلمی تصاویر بڑی عمدہ اور نفیس حالت میں موجود ہیں۔

بادشاہوں میں خسرو ساسانی' نوشیرواں فارسی' امیر تیمور' ہمایوں' بابر شاہجہاں' اورنگزیب اور نادر شاہ وغیرہ۔ شہزادوں میں دارالشکوہ مراد بخش اور شجاع بزرگان دین میں حضرت اویس قرنیؒ' خواجہ حسنؒ بصری' شیخ عبدالقادرؒ جیلانی' خواجہ معین الدینؒ چشتی' خواجہ فریدؒ شکر گنج' مخدوم بہاؤالحقؒ زکریا ملتانی' حضرت علی ہجویریؒ' سید جلال الدین سرخ بخاریؒ' حضرت نظام الدین اولیاؒ' حضرت مخدوم جہانیاںؒ جہاں گشت' لعل شہباز قلندرؒ' حضرت میاں میر شاہ دولہؒ' خواجہ قطب الدین بختیارؒ کاکی' شیخ محمد حامد گنج بخشؒ ثالث اور سکھوں کے مذہبی پیشوا گورو ارجن۔

شعراء میں شیخ سعدی ' مولانا رومی' شمس تبریز' امیر خسرو' حافظ شیرازی اور مولانا جامی شامل ہیں۔ یہ تصاویر دسویں اور بارہویں صدی کے مصوروں کے وہ فنی شاہکار ہیں جن کی قدروقیمت کا اندازہ اہل فن ہی کر سکتے ہیں(۲)

اوچ بخاری میں مخدوم جہانیاںؒ جہاں گشت کے ملفوظات و ارشادات پر مشتمل مخطوطات بڑے قیمتی ہیں۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی اولاد واحفاد کے سلسلہ میں ایک بڑا ذخیرہ اللہ داد خان ساکن اچ کے ذاتی ذخیرہ کتب میں ہے۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے اس سلسلہ میں ۱۳ کتابوں کی فہرست پیش کی ہے ان میں سے چار قلمی مخطوط ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ کشکول خلیفہ غلام محمد خان (قلمی)

۲۔ شجرہ النساب سادات غطام (قلمی)
۳۔ اصل سادات بخاری (قلمی)
۴۔ ریاض الانساب (قلمی)

ریاض الدین بن حاجی چوہدری وہاب الدین بدایونی م ۱۹۴۴ء (۴)

مخطوطات جامعہ اسلامیہ بہاولپور

یونیورسٹی ہونے کے حوالہ سے اور سابقہ جامعہ عباسیہ و اسلامیہ کے ذخیرہ کتب کے وارث ہونے کے باوجود یونیورسٹی ہذا کا شعبہ مخطوطات قابل ذکر نہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مخطوطات کی مد میں کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔ سابقہ اداروں یا کسی مخیر کی جانب سے جو مخطوطات بطور عطیہ موصول ہوئے وہی اس کا متاع کل ہے۔ کئی سال بیشتر جو فہرست مخطوطات تیار کی گئی تھی اس کے مطابق ان کی تعداد ۳۵ سے زائد نہیں۔ ان میں سے چند اہم مخطوطات کا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔ لب الالباب فی علم الاعراب: چونکہ مخطوط کے ابتدائی دو اوراق پھٹ چکے ہیں اس لئے مصنف کا نام معلوم نہیں البتہ نسخہ کے آخر میں محمد صادق خان عباسی ثبت ہے۔ کاتب کا نام فرید حنفی ہے۔ تاریخ کتابت ۵ شوال ۱۰۵۷ھ ہے۔

۲۔ شرح وقایہ: فقہ حنفی کی مشہور درسی کتاب جس کے مصنف عبیداللہ بن مسعود ابن تاج الشریعۃ ہیں دو جلدوں پر مشتمل ہے یہ مخطوط ناقص حالت میں موجود ہے۔

جلد اول کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الخنثیٰ تک ختم ہوتی ہے اور ۳۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ جلد دوم کتاب الحج سے شروع ہوتی ہے۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔

۳۔ حل الرمز عن متن الکنز: الجزء الاول۔ مصنف شیخ الاسلام عبدالمنعم مفتی۔ یہ قلمی نسخہ لمبے سائز میں باریک اور سیاہ قلم سے لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ ناقص ہے اس کے صرف ۴۰ صفحات موجود ہیں۔ مشہور درسی کتاب کنزالدقائق کی عمدہ شرح ہے۔ کاتب اور تاریخ کتابت درج نہیں۔

۴۔ رضی شرح کافیہ: مصنف رضی الدین محمد بن الحسن الاسترابادی النحوی م ۶۸۶ھ۔ یہ قلمی نسخہ کتابت کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ ابن حاجب کی مشہور و متداول کتاب کافیہ کی شرح ہے۔ قلمی نسخہ کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے تین کاتبوں نے لکھا ہے۔ آخری صفحہ نہ ہونے کی وجہ

سے کاتب و تاریخ کتابت معلوم نہ ہو سکی۔ البتہ اس نسخہ پر محمد بہاول خان عباسی کی مہر ثبت ہے۔

۵۔ الاختیار لتعلیل المختار: مصنف ابوالفضل مجدد الدین عبداللہ بن محمود الموصلی الحنفی م ۶۸۳ھ۔ یہ مخطوط عربی زبان میں فقہ کے موضوع پر ہے۔ فن کتابت کا قیمتی شاہکار ہے۔ صرف ۳۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ کتاب اور کاتب کا نام درج نہیں۔

۶۔ شرح ہدایتہ النحو المسمی بسراج النحو: مصنف کلیم اللہ بن حاجی علی محمد۔ یہ قلمی مخطوط کافی ضخیم ہے۔ درس نظامی کی مستند اول کتاب ہدایۃ النحو کی عربی شرح ہے۔ سرسری مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب محنت سے لکھی گئی۔ مقدمہ کتاب میں مصنف علام نے محمد بہاول خان عباسی کی علم پروری اور علماء کی قدردانی کو بہت سراہا ہے۔ مصنف بہاولپور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۲۱۰ھ میں لکھ کر امیر بہاولپور محمد بہاول خان عباسی کے ذاتی کتب خانہ کی نذر کی۔

۷۔ واقیہ شرح کافیہ: مصنف سید رکن الدین حسن بن محمد الاسترابادی م ۷۱۷ھ۔ قلمی مخطوط کتابی سائز میں کافی ضخیم ہے۔ سیاہ روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے کاتب و تاریخ کتابت نہ پڑھی جا سکی۔

۸۔ خیالی حاشیہ شرح العقائد: یہ قلمی نسخہ چھوٹے سائز میں سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے باریک قلم استعمال کیا گیا ہے۔ آخری صفحات موجود نہیں۔

۳۔ مخطوطات سنٹرل لائبریری بہاولپور

سنٹرل لائبریری بہاولپور کا پہلا نام صادق ریڈنگ لائبریری تھا۔ اس کا قیام ۱۹۲۴ء میں نواب صادق محمد عباسی کی تاجپوشی کی سلور جوبلی تقریبات کے موقع پر عمل میں آیا۔ طویل عرصہ کے بعد اسے باقاعدہ لائبریری کی شکل ملی یہاں مطبوعات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے۔ اس وقت مخطوطات کی تعداد ۴۸ ہے جنہیں شائقین کے لئے Show Case میں سجایا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

قرآن مجید	:	۷
اردو	:	۱
عربی	:	۲۱
فارسی	:	۱۹

اس لائبریری میں قرآن مجید کے سات قلمی نسخے رکھے گئے ہیں تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ قرآن مجید بخط نسخ جلی ثلث نما تقطیع کلاں ۱۲×۱۲/۳ ۹سطری۔ بظاہر یہ نسخہ روسی ترکستان میں چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔

۲۔ قرآن مجید مطلا و مرصع قلمی عربی قدیم

۳۔ قرآن مجید قلمی چار سو سالہ پرانا ہے۔ کاتب کا نام یحیٰی بن ناصر' تاریخ کتابت ۹ ذی العقدہ ۱۰۹۲ھ بروز پیر بمقام جبور۔

۴۔ حمائل شریف: سورۃ یونس تا سورۃ نحل ۱۲۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ مطلاء و مرصع ہے۔

۵۔ قرآن مجید قلمی' کاتب کا نام حافظ محمد عبداللہ' تاریخ کتابت ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۵۲ھ بمقام مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔ حاشیہ پر موضح القرآن مختصراً ہے۔

۶۔ گیارہواں پارہ۔ مطلا و مرصع تختی کلاں

۷۔ حمائل شریف قلمی۔ کاتب کا نام علی اور تاریخ کتابت ۸ رمضان المبارک ۱۲۹۹ھ ہے۔ عربی زبان میں درج ذیل مخطوط اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ الکاشف عن حقائق السنن(۴): یہ علامہ طیبیؒ کی شرح مشکوۃ ہے۔ کافی عرصہ تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی اب کراچی سے گیارہ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ لائبریری کا یہ نسخہ جس پر عالمگیر شہزادہ کی مہر ثبت ہے خوبصورت خط میں ہے۔ کاتب کا نام محمد بن احمد الفقی ہے۔ تاریخ کتابت ۸۴۷ھ ہے۔

۲۔ معارج النبوۃ: مصنف ملا معین الهروی م ۹۱۱ھ/۱۵۱۵ء۔ کاتب کا نام حافظ عثمان بن سکندر بن امین شاہ بمقام ہرات (افغانستان) ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۶ء کا لکھا ہوا ہے۔

۳۔ مسند الامام احمد بن حنبلؒ: یہ نسخہ مشہور مسند امام احمد بن حنبل کا ایک حصہ ہے۔

۴۔ حیاۃ الحیوان: مصنف الشیخ کمال الدین محمد عیسیٰ الامیری م ۸۰۸ھ ہے۔

۵۔ تفسیر بیضاوی: مصنف قاضی ناصر الدین بیضاوی۔ مشہور و متداول اول تفسیر کا آخری حصہ ہے۔

۶۔ الاسماء الحسنی: اللہ تبارک و تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو خوبصورت نقش و نگار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ سال کتابت تقریباً ۱۲۰۰ھ ہے۔

۷۔ حاشیہ العینی علی کنزالدقائق فی فروع الحنفیہ: مصنف حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد الحنفی۔ یہ نسخہ ۸۱۸ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۸۔ الکرر فی قراۃ القرآن: مصنف غوث بخش۔ مخطوط ۱۱۹۱ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۹۔ مدارک التنزیل: مشہور تفسیر قرآن کا تیسرا حصہ ہے۔

۱۰۔ شرح مواقف: مشہور متند اول کتاب علامہ سید شریف جرجانی کی تصنیف ہے۔

۱۱۔ تیسیرا القرآن فی تخریج آیات القرآن: مصنف رحمت اللہ بن حافظ محمد تقی۔ قلمی نسخہ بحروف تہجی سال کتاب ۱۱۲۰ھ ہے۔

فارسی زبان میں درج ذیل مخطوط زیادہ اہم ہیں۔

۱۔ سفینۃ الاولیاء۔ مصنف مشہور مغل شہزادہ داراشکوہ ہیں۔ یہ مخطوط ۱۱۴۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۲۔ دیوان بیدل: قلمی فارسی قدیم از ردیف د تا نون

۳۔ دیوان امیر خسرو: قلمی فارسی ۱۸۰۰ء کا لکھا ہوا ہے۔

۴۔ شاہنامہ مصور: حسن بن شرف شاہ طوسی فردوسی۔ اس نسخہ میں ۳۳ تصاویر ہیں غالباً" بارہویں صدی ہجری/اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر کا لکھا ہوا ہے۔

۵۔ دیوان حافظ مصور: حافظ شیرازی کا یہ دیوان ۱۱۹۶ھ /۱۷۸۱ کا لکھا ہوا ہے۔

۶۔ دیوان ملا عرفی شیرازی: قلمی فارسی قدیم ۱۱۴۲ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۷۔ سکندر نامہ

۸۔ شرح مثنوی مولوی: مولانا روم کی مشہور مثنوی کی شرح کاتب خواجہ محمد ایوب۔ یہ مخطوط ۱۱۲۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔

۹۔ تاریخ شمشیر خاں: مغل بادشاہ شاہجہاں کے دور حکومت کی تاریخ ہے۔ ۱۰۴۳ھ میں لکھی گئی۔

اردو زبان میں یہاں صرف ایک مخطوط ہے۔ اس کا نام صادق التواریخ ہے۔ یہ سابق ریاست بہاولپور کی پہلی مستند تاریخ ہے جسے پروفیسر اشرف گورگانی نے مرتب کیا تھا۔ صرف ایک بار ۱۸۹۹ء میں چھپ چکی ہے۔

۴۔ مخطوطات ملکیہ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے قیام گلاسگو کے دوران ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھتے وقت آئرلینڈ کی مشہور لائبریری (Chester Beatty) سے درج ذیل مخطوطات کی مائیکروفلم اپنے ساتھ لے آئے ان میں سے چند مخطوطات ایڈٹ کر کے شائع کر چکے ہیں۔

مخطوطات کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ شرح مصابیح السنة للبغوی	MS.3529
۲۔ جزء للحاکم النیسابوری	MS.3909
۳۔ الفوائد المنتخبات العوالی، دار قطنی جز آن	MS. 4009
۴۔ انتقاض الاعتراض، ابن حجر	Fol. 229, MS. 4982
۵۔ الضرو المنافع للمجاہدین، ابراہیم احمد غنیم	Fol.105, MS.4107
۶۔ بہجة العابدین، حافظ جلال الدین سیوطیؒ	MS. 4436
۷۔ التوبة، ابن ابی الدنیا	Fol.32, MS 3863
۸۔ المقنع فی علوم الحدیث، ابن الملقن	Fol. 93, MS 3902
۹۔ خصائص النبی، ابن الملقن	Fol. 96 - 133
۱۰۔ کتاب اسماء الرجال، خطیب تبریزی	Fol. 89, MS 3132
۱۱۔ التخریج لصحیح الحدیث، احمد بن محمد بن احمد البرکاتی	Fol.10, MS 3890
۱۲۔ تحفة الطالب و فرحة الراغب، جمال الدین ابوحامد محمد بن علی بن محمود الحمودی الصابونی	Fol. 9, MS 5039
۱۳۔ شرح المصابیح، شہاب الدین فضل اللہ بن الحسن	Fol. 235, MS 5039
۱۴۔ تسمیة المشائخ (۵)، محمد بن اسحاق بن محمد بن مندہ	Fol. MS 5165
۱۵۔ الاسامی والکنی، ابن مندہ	Fol.28
۱۶۔ المفاتیح شرح المصابیح، مظہر الدین حسن بن محمود الحسن الفریدانی	Fol.325, MS 3752
۱۷۔ اس نمبر میں دو مخطوط ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔	MS 3664
۱۔ البلدانیات والجواہر، سخاوی	
۲۔ الکراسة المشار الیها باسانید الکتب السنة	
۱۸۔ اس نمبر میں گیارہ مخطوط ہیں جن کی تفصیل ہے	MS 3849
۱۔ الرباعیات من کتاب السنن الماثورة، امام نسائی	
۲۔ الاخبار والحکایات، ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضری	Fol.26-31
۳۔ قصیدہ فی السنة، ابوبکر عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث السجستانی،	Fol. 31-32

۴۔ حدیث مصعب' ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ بن مصعب	Fol. 36-58
۵۔ ملح فی معتقد اہل الحق' عزالدین سلیمی	Fol. 62-74
۶۔ منظومۃ فی التجوید' الدرینی	Fol. 75-79
۷۔ المسمع شرح مقنع' ابن الہیثم	Fol. 84-91
۸۔ عروف التعریفات بالمصطلحات الشریف' شہاب الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ	
۹۔ انتفاع المنظر فی ما یصح ان یدع من المجهول' شہاب الدین ابو جعفر محمد بن احمد	Fol. 115-120
۱۰۔ رسالہ فی السماع' ابوحامد المقدسی	Fol. 133-134
۱۱۔ منظومۃ فی العروض	Fol.135-144
۱۹۔ ترجمہ الامام الشافعی' ابن کثیر	Fol.1-37, MS 3390
۲۰۔ طبقات الفقہاء الشافعین' ابن کثیر	Fol.1-141
۲۱۔ اس نمبر میں پانچ مخطوط ہیں۔	
ا۔ منتقاۃ حدیث الجوہری	Fol.1-14
۲۔ حدیث ابی مسلمہ' عبدالعزیز بن المرزبان البغوی البغدادی	Fol.16-25
۳۔ طرق حدیث ان اللہ تسع و تسعین اسما' ابونعیم الاصفہانی	Fol.26-36
۴۔ امالی المحاملی' المحاملی	Fol. 38-51
۵۔ اختصاص القرآن بعودہ الی الرحیم الرحمان' ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالوحید المقدسی الحنبلی	Fol.55-60
۲۲۔ الاقتراح علی علوم الحدیث' عماد الدین ابوا لفداء اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن جماع الکنانی المقدسی الشافعی	Fol. 72
۲۳۔ الجزء فیہ اربعۃ عشر حدیثا وغیرھا منتخبۃ من جزء ابی عبد اللہ محمد بن الفیصل' بن لطیف الفراء	MS 3726
۲۴۔ شرح المصابیح' محمد بن سید بن ابراہیم التبریزی	Fol.251

۲۵۔ خماسیات البزاز MS 3806

۲۶۔ اس نمبر میں سات مخطوط موجود ہیں۔

ا۔ تحفة البررة فی الاحادیث العشرة' السیمی Fol.1-14

۲۔ درة القاع فی ضاآت القرآن' الرسعانی Fol.16-18

۳۔ عمدة المفید وعدة المجید' عالم الدین السخاوی Fol. 20-23

۴۔ المقدمة الجزریة فی القراة المرضیة' ابن الجزری Fol. 30-34

۵۔ شرح الاجرومیة' المقدوی

۶۔ ملحة الاعراب' الجزری

۷۔ القاب البدیع' ابوزکریا یحی بن عبدالمعطی بن عبدالنور الزواری المغربی

۲۷۔ شرح شمائل الترمذی' عبدالرؤوف المناوی 20x13

۲۸۔ الاربعین فی ارشاد السائرین الی منازل المتقین ابوالفتوح محمد بن محمد الطائی ف ۵۵۵ھ

یہ مخطوط رباط سے منگوایا گیا ہے اور اصل مخطوط کی فوٹو کاپی ہے ۳۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ مخطوطات ملکیہ حافظ ثناء اللہ الزاھدی (رحیم یار خان

حافظ صاحب نے رحیم یار خان میں ایک ادارہ قائم کیا ہے جس میں مخطوطات خاص پر جمع کئے جاتے ہیں۔ ایک جلد میں درج ذیل تین مخطوط ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ا۔ مسلک الدری لاکمل وسل اطہر(٦)' محمد صدیق لاہوری

۲۔ کتاب الفرائض' قاضی شہاب الدین ابوحامد محمد بن احمد بن محمود بن علی بن ابی طالب

۳۔ مدارالاسلام فی علم الکلام

مخطوطات ملکیہ ڈاکٹر محمد افضل ربانی' اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر صاحب قیام گلاسکو (برطانیہ) کے دوران درج ذیل مخطوطات کی مائیکروفلم آئرلینڈ کی مشہور لائبریری (Chester Beatty) سے خرید کر ساتھ لائے۔

ا۔ ارجوزة فی الفقه(٧)' مصنف غیرمعلوم

۲۔ تعظیم الفتیا' ابن جوزی Fol. 25

۳۔ العالمه والمتعلم، مصنف غیر معلوم Fol. 40

۴۔ الاحکام فی معرفة الیمین والاحکام، شیخ محی الدین الکافجی Fol 20

۵۔ الفتاوی المجموعة، علامه ابن صلاح و غیرھم Fol.150

مخطوطات ملکیہ ڈاکٹر عبدالرشید رحمت، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

راقم کے ذاتی ذخیرہ کتب میں درج ذیل مخطوط کچھ اصل اور کچھ فوٹو کاپی کی صورت میں موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔۲ قرآن کریم کے دو نسخے موجود ہیں ایک بڑے سائز میں اور دوسرا درمیانہ سائز میں۔ کاغذ سے قدامت کا احساس ہوتا ہے۔ کاتب اور تاریخ کتابت درج نہ ہے۔

۳۔ دیوان حسان بن ثابت الانصاری، پہلے صفحہ پر یہ عبارت تحریر ہے۔ وضع و ضبط الدیوان عبدالرحمان البرقوقی، کتب و شرحہ مختصرا عبدالخالق کنفوری، سال کتاب ۱۹۳۶ء ہے۔ کل صفحات ۴۳۲ ہیں۔

۴۔ محیط الدائرہ، مصنف کرنیلیوس خان دیک۔ علم عروض کی متداول کتاب ہے۔کاتب محمد عبدالخالق بن مولوی عبدالغفور ساکن بہاولپور، مخطوط ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ تفسیر بحرالمعانی (فارسی) مصنفہ محمد بن خواجگی بن عطاء اللہ المدعو نجوند میاں۔ یہ قرآن پاک کے آخری پارہ کی تفسیر ہے اور ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۔ الصواعق المحرقة (الجز الاول) مصنف ابن حجر مکی۔ کاتب کا نام محمد بخش ولد میاں احمد یار ۱۲۹۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ ۱۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۷۔ الرد علی الزنادقة والجهمية، امام احمدؒ بن حنبل۔ یہ اس نسخہ کی فوٹو کاپی ہے جو برٹش لائبریری کی ملکیت ہے۔ برٹش لائبریری کا تاریخ اوخال ۱۸۸۱ء ہے۔ کاتب و تاریخ کتابت درج نہیں۔

۸۔ کتاب التیسیر فی التفسیر، مصنفہ الحافظ عبدالعزیز بن حلد بن احمد الامیری۔ یہ عربی اشعار میں قرآن مجید کی تفسیر ہے اور ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ Fol. 113

۹۔ شرح المسند لامام ابی حنیفه النعمان: مصنف علی بن سلطانؒ القاری۔ یہ نسخہ ۱۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ مکتبہ القادریہ بغداد کے نسخہ کی فوٹو کاپی ہے۔

۱۰۔ شرح المسند لامام ابی حنیفه النعمان۔ یہ کتاب کا دوسرا نسخہ ہے۔ دوسرے کاتب کا لکھا

ہوا ہے بڑے سائز میں ۱۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ مکتبہ قادریہ بغداد میں محفوظ ہے۔

مذکورہ بالا وہ لائبریریاں ہیں جن تک ہماری رسائی کسی نہ کسی طرح ہو سکی۔ بہاولپور میں کئی ایسی پرائیویٹ لائبریریاں ہیں جن کے مالک اپنی کتابیں و مخطوطات دکھانا گوارا نہیں کرتے۔ سلطانی میوزیم سابقہ نواب بہاولپور کی ملکیت ہے جہاں مطبوعہ و نادر کتابوں کے علاوہ سنن کبری بیہقی کا خوبصورت نسخہ اور علامہ سعدالدین تفتازانی کی مطول کا نسخہ بخط المصنف موجود تھا۔ اب یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مخطوط موجود بھی ہیں یا نہیں۔ صدیق طاہر اس بارہ میں لکھتے ہیں۔

"کتب خانہ سلطانی میں چھت تک کتابوں کے ریک لگائے گئے ہیں جن میں مختلف علوم فنون اور تاریخ و سیرت، سوانح اور ادب کے موضوع پر ایک بیش بہا اور انمول کتب محفوظ ہیں بعض ریکوں میں نادر قلمی نسخے بھی رکھے گئے ہیں(۸)۔

خانوادہ عالیہ گیلانیہ ہی کی ایک شاخ کے نامور بزرگ مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ کے محلات اور اقامت گاہیں جمال دین والی تحصیل صادق آباد میں ہیں۔ ان کا منتخب کتب خانہ اہم دینی اور ادبی کتابوں اور مخطوطات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ قرآن مجید کے مخطوطات خاص طور پر اس کتب خانہ کا امتیاز ہیں(۹)

اسی طرح مخدوم حمید الدینؒ حاکم کا دینی و روحانی فیض گزشتہ نو سو سال سے جاری ہے۔ اس خاندان کے سجادگان کے پاس بھی بے مثال مخطوطات اور نوادر محفوظ ہیں(۱۰)۔

صادق آباد کے مشہور رئیس میرزاہد حسین جنہیں کتابوں اکٹھے کرنے کا شوق جنون کی حد تک ہے کی لائبریری میں بقول ان کے "قرآن کریم کے تو میرے پاس نادر ہی نہیں نایاب نسخے بھی ہیں"(۱۱)

آپ کی لائبریری میں میں نے ابن البواب مشہور خطاط کا لکھا ہوا قلمی قرآن مجید دیکھا ہے اس کی تصدیق مولانا عبدالقدوس ہاشمی مرحوم کے قلم سے پہلے صفحہ پر موجود ہے۔

قرآن مجید کے قلمی نسخوں کے حوالہ سے سردار جھنڈیر کی نجی لائبریری (میلسی) بھی قابل دید ہے وہاں مطبوعہ کتابوں کے علاوہ بیت القرآن میں ۹۲۵ قلمی نسخے قابل دید ہیں جن میں بعض کی ضخامت غیر معمولی ہے۔

بہاولپور کی نجی لائبریری میں الشیخ الجامع لائبریری بھی قابل ذکر ہے۔ اس میں شرح العقائد کا حاشیہ نمبرا بخط المصنف یعنی علامہ عبدالعزیزؒ پرہاروی کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ ۰۰ھ کا لکھا ہوا

ایک قرآن مجید بھی ہے۔ کافیہ کی شرح متوسط وافیہ' شرح جامی کے حاشیہ عصام' کا ایک قدیم نسخہ بھی ہے۔ ارشاد النحو' شرح تہذیب النحو' فتوحات مکیہ نصف آخر' اشعۃ اللمعات' دو جلد' ملا علی قاری کا حاشیہ جلالین وغیرہ نادر قلمی کتابوں میں شامل ہیں(۱۲)۔

ضرورت اس امر کی ہے ان لائبریریوں کے مخطوطات کی فہرست جدید انداز میں مرتب کرائی جائے۔ اگر کسی محقق کو مخطوط کی ضرورت ہو تو وہ بآسانی اس کی فوٹو کاپی حاصل کر سکے۔ اگر خدانخواستہ کسی خاندان میں ان کی ضرورت نہ رہے تو سرکاری کتب خانے انھیں مناسب قیمت دے کر اپنے ہاں محفوظ کر لیں۔

حوالہ جات

۱۔ عنایت اللہ شیخ ڈاکٹر' کاغذ کا رواج تاریخ کی روشنی میں' مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور (۱۹۶۴) ش ۱'
ص ۹۳۔۸۳

۲۔ شہاب مسعود حسن' خطہ پاک اوچ' اردو اکیڈمی' بہاولپور (۱۹۲۷)' ص ۳۷۔۳۴۴' شہاب' مسعود حسن' اوچ شریف کے علمی نوادر' سہ ماہی "الزبیر" بہاولپور (۱۹۶۷)' ش ۱۱' کتب خانہ نمبر
ص ۲۳۱۔۲۰۸

Gulam Sarwar, Manuscripts Gilani Library,

Urdu Academy, Bahawalpur (1987), pp 219

۴۔ محمد ایوب قادری' ڈاکٹر' مخدوم جہانیاں جہاں گشت' علماء اکیڈمی' لاہور ۱۹۷۶ء' ص ۲۲۴

۵۔ یہ مخطوط ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر کے تحقیق کے ساتھ سیرت سیل اسلامیہ یونیورسٹی کی جانب سے شائع ہو چکا ہے۔

۶۔ یہ مخطوط ڈاکٹر معرج الاسلام ڈاکٹر عبدالروئف ظفر کی تحقیق کے ساتھ درج ذیل مجلہ میں شائع ہو چکا ہے۔

الایضاح' مرکز الشیخ زاید الاسلامی' جامعہ پشاور

العدد الخاص ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵' ص ۴۵۔۱

۷۔ یہ مخطوط ڈاکٹر عبدالرشید رحمت' و ڈاکٹر محمد افضل ربانی کی تحقیق کے ساتھ درج ذیل مجلہ میں شائع ہو چکا ہے۔

مجلہ علوم اسلامیہ' اسلامیہ یونیورسٹی' ج ۴' ش ۱' ۱۹۹۳' ص ۴۰۔۱

۸۔ صدیق طاہر' وادی ہاکڑہ اور اس کے آثار' اردو اکیڈمی' بہاولپور (۱۹۸۲)' ص ۱۷۴۔

۹۔ صدیق طاہر' بہاولپور کے کتب خانے' سہ ماہی الزبیر (بہاولپور نمبر) ۱۹۸۲ء' ص ۱۲۲۔۱۲۱

۱۰۔ حوالہ سابق' ص ۱۲۲

۱۱۔ سید زاہد حسین' میرا ذوق کتب اندوزی' سہ ماہی الزبیر (کتب خانہ نمبر) ۱۹۶۷' ص ۵۱۰

۱۲۔ غلام نصیر الدین شبلی' حضرت الشیخ لاجامع لائبریری' سہ ماہی الزبیر (کتب خانہ نمبر) ۱۹۶۷' ص ۵۲۱۔۵۲۲

علامہ طیبیؒ اور ان کی شرح مشکوۃ کے سلسلہ میں دیکھیے راقم کا مقالہ "علامہ طیبیؒ (شارح مشکوۃ المصابیح)' سہ ماہی "فکر نظر" اسلام آباد (۱۹۸۹)' ج ۲۷' ش ۲' ص ۵۳۔۳۷۔

★★